السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک گور غریباں مسلمانوں کا جو سیکڑوں برس سے قائم ہے اور برابر اس میت میں مسلمانوں کی دفن ہوا کرتی ہے بالفعل ایک مردہ غیر مسلم کا ہاتھ پیر باندھ کر ایک گڑھا کھود کر اس گورستان قدیم میں بیٹھا کر مٹی سے ڈھانک دیا اور باوجود منع کرنے کے عام مسلمانوں کے زبردستی سے ایک مسلمان اہل دول نے جو کیا جائز کیا یا ناجائز کیا تو قابل ملامت ہے یا نہیں ؟ اور سلف سے کیا انتظام گورستان کا چلا آتا ہے عام گورستان مسلمانوں کا غیر مسلمانوں کا علیحدہ علیحدہ رہا کای یا نہیں ؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ان الحکم الاللہ جاننا چاہیے کہ مسلمانوں کے مقبروں میں کفار ومشرکین کو دفن کرنا حرام ہے 'ہرگز جائز نہیں ہے اور اس فعل میں اموات مسلمین کے ساتھ بے حرمتی کرنا ہے جس مسلمان نے ایسا فعل کیا ہے اس نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا اس کو تولازم ہے اموات مشرکین وکفار کو مقابر مسلمین میں دفن کرنے کی دلیل حرمت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اموات مسلمین کی زیارت کا حکم دے دیا ہے اور ان کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر ان کے لیے دعا کرنے کو منع فرمایا ہے اور اللہ پاک نے مشرکین کی قبر کے پاس کھڑے ہونے سے منع فرمایا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کی قبور سے جلد گزرنے کا حکم دیا ہے اور تاکید کیا ہے کہ ذرا بھی وہاں مت ٹھہرو پھر جب اختلاط قبور مسلمین ومشرکین کا ہوگا تو مسلمانان کیونکر اموات مسلمانوں کی زیارت کریں گے اور کیونکر ان کی قبر کے پاس کھڑے ہوں گے کیونکہ جب مسلمانوں کی قبر کے پاس کھڑے ہونگے تو باعث اختلاط قبور مشرکین کے مشرکین کی قبر پاس بھی کھڑا ہونا لازم آوے گا۔ اور شریعت نے حکم دیا ہے کہ تم مشرکین کی قبر کے پاس سے بھاگو۔ فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے لَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ "یعنی جو کوئی ان منافقین مشرکین سے مرجاوے ان پر نماز نہ پڑھیے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ کھڑے ہوییٔ ان کی قبر کے پاس واخرج الترمذي من حديث عمر بن الخطاب فما رسول الله صلى الله عليه وسلم بعده على منافق ولااقام على قبره حتى قبضته الله تعالیٰ

یعنی جب آیت اتری اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کسی منافق میت کی نماز نہ پڑھی اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوئے۔

وقال العلامة جلال الدين السيوطي في كتاب الاكليل في استنباط آيات التنزيل: قوله تعالى لَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا فيه تحريم الصلاة على الكفار والوقوف على قبره انتهى

اور صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ جب اصحاب رسول اللہ ﷺ کے حجر یعنی دیار ثمود کے پاس پہنچے جہاں پر قوم ثمود گڑی ہوئی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو فرمایا تم لوگ قوم ثمود کی قبروں کے پاس مت جاؤ اور خود رسول اللہ ﷺ وہاں پر سے بہت تیز گزر گئے

اخرج البخاري ومسلم عن ابن عمر رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لاصحابه يعني لما صلوا الحجر ديار ثمود ولاتد خلوا على هؤلاء المعذبين الاان تكونوا باكين فان لم تكونوا باكين فلاتد خلوا عليهم لايصيبكم، ماصابهم وفي رواية: قال لمامر النبي صلى الله عليه وسلم بالحجر قال لاتد خلوا مساكن الذين ظلموا انفسهم لايصيبكم ماصابهم الاان تكونوا باكين ثم قنع راسه واسرع السير حتى اجاز الوادي انتهى

اور حافظ عبدالعزیز منذری نے کتاب الترغیب والترہیب میں باب باندھا ہے کہ ظالمین یعنی مشرکین وکفار کی قبور کے پاس سے گزر جانے میں خوف کرنا چاہیے اور تیز چلنا چاہیے س اور یہی حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی اس باب میں لائے ہیں وہذہ عبارتہ: الترہیب من المرور بقبور الظالمین انتہیٰ

اور قدیم الایام رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک سے اس وقت تک یہی دستور وعمل رہا کہ مسلمانوں کا مقبرہ مسلمانوں کے مقبرہ سے علاحدہ رہے کیونکہ شارع نے اموات مسلمین کے احترام کرنے کا حکم دیا ہے اور اموات کفار کا کچھ بھی احترام نہیں ہے، امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب منعقد کیا ہے (باب هل ينبش قبور مشركي الجاهلية ويتخذ مكانها مساجد) اور اس باب میں حدیث قصہ بناء مسجد نبوی کا لائے ہیں اس جملہ اخیرہ یہ ہے کہ: قال انس فكان فيه ماأقول لكم قبور لمشركين فنبشت ثم بالخرب فسويت ____ الحديث

اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ قبور مشرکین کے ساتھ کچھ بھی احترام نہیں ہے بلکہ وقت ضرورت کے مشرکین کی قبر کو اکھاڑ کر زمین کو برابر کر دینا جائز ہے اور صحیح بخاری کے باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر رضی اللہ عنہ میں ہے: قل يستاذن عمر بن الخطاب فان اذنت لي فادقنوني 'والا فردوني الى مقابر المسلمين' انتهى

اس روایت سے مقابر مسلمین کا علیحدہ ہونا ثابت ہوا، واللہ اعلم بالصواب حررہ العبد الضعیف الفقیر الی اللہ تعالیٰ ابو طیب محمد شمس الحق عفی عنہ فی رمضان 1328ھ

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ مولانا شمس الحق عظیم آبادی

ص130

محدث فتویٰ